قائلین وسیلہ کے پر مغز
دلائل کا بیان

مصنف

علامہ ابو الکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی

مکتبہ حیدریہ
بازار سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر



خوشخبری

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اکیسواں مقالہ

قائلین وسیلہ کے

پُر مغز دلائل کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہٖ محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین اما بعد!

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی بابت ۳ ستمبر ۱۹۹۹ء کے ملی ایڈیشن میں لیفٹیننٹ کرنل معین قریشی صاحب کا ایک مختصر مضمون "اللہ بڑا بادشاہ ہے" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس مضمون میں بزرگان دین کی قبور متبرکہ پر حاضر ہوکر ان سے دعا کی درخواست کرنے کے بارہ میں یہ لکھا گیا کہ "آپ مزار پر جائیں تو پھر یہ سوچ کر جائیں کہ اللہ کے نیک بندے کے پاس جارہے ہیں۔ (اُن سے اس طرح عرض کریں کہ) آپ اللہ کے پاس چلے گئے ہو۔ میرے لئے دعا کریں کہ نمبر ۱ نمبر ۲ وغیرہ اور یہ یاد رکھیں کہ دینے والی ذات صرف اللہ ہے۔ بزرگ صرف وسیلہ ہیں۔" اس مضمون کے آخر میں یہ لکھا گیا تھا کہ "اس کا جواب جو بھی حضرات دینا چاہیں ہم حاضر ہیں۔ (ادارہ)"

ادارہ نوائے وقت کے اس اعلانِ عام کی وجہ سے معین قریشی صاحب کے اس مضمون کی تائید و تردید میں قائلین ومنکرین توسل کے مضامین مسلسل چار ماہ تک شائع ہوتے رہے ہیں۔ روزنامہ نوائے وقت میں قائلین وسیلہ کے جو پُر مغز قوی دلائل شائع ہوئے ہیں۔ اُن میں سے چیدہ چیدہ دلائل کو ہم نے اس مختصر رسالہ میں جمع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالٰی اسے شرفِ مقبولیت بخشے اور اسے ذریعہ ہدایت بنائے آمین بجاہ سید الشافعین ﷺ۔

علامہ مختار علی خان رضوی کے مضامین کے اقتباسات

علامہ مختار علی خان رضوی اپنے مضمون ''وسیلہ کے ذریعہ سے دعا مانگنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے''۔ میں لکھتے ہیں۔

انسان اول ابوالانسان حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک مسلمان حضور پُر نور شافع یوم النشور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وسیلہ پیش کر کے دعا کرتے چلے آئے ہیں اور ہر دور میں آپ کے وسیلہ سے کی جانے والی دعائیں قبولیت کا شرف پاتی رہی ہیں۔ رہا

سوال وسیلے کے ثبوت کا تو درجن بھر سے زائد آیات انبیآء واولیآء کے وسیلہ پر دلالت کرتی ہیں اور کئی احادیث مبارکہ میں بھی وسیلہ کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن میں صرف ایک قرآنی آیت اور بخاری شریف کی ایک حدیث پیش کروں گا۔

اللہ تعالٰی نے نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنے کے بارہ میں یوں تذکرہ فرمایا۔ ترجمہ: اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو اُن کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے۔ اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے اور تشریف لایا ان کے پاس جانا پہچانا تو اس کے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت ہے منکروں پر۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸۹ کنز الایمان)

مفسرین نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہودی کافروں کے مقابلے میں نبی اکرم ﷺ آخر الزماں کا وسیلہ پیش کر کے اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں فتح کے لئے دعا مانگا کرتے تھے۔ چنانچہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ انہیں یقین تھا کہ آپ کا نام تمام پیغمبروں کا مددگار رہے اور ان کا نام کفر مٹانے اور باطل گھٹانے میں لشکر جرار ہے۔

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے، تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اور آپ کے علاوہ اردو کی سب سے بڑی تفسیر نعیمی میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا کے الفاظ اس طرح نقل کیے ہیں کہ اے اللہ ہمیں نبی آخر الزماں کے وسیلہ سے فتح ونصرت عطا فرما۔ یہود ان الفاظ میں آپ کے وسیلہ سے فتح و نصرت کے لیے دعا مانگتے تھے مگر جب آپ تشریف لائے تو دعا مانگنے والے صاف منکر ہو گئے جس پر یہ آیتِ نازل ہوئی۔

دعا میں انبیآء اولیاء کا وسیلہ پیش کرنا امت مسلمہ کا معمول رہا ہے۔ سب سے پہلے ابن تیمیہ نے نئی راہ نکالی اور وسیلہ کا انکار کیا۔ یوں وسیلہ کا سب سے بڑا منکر ابن تیمیہ ہے جو اس کے علاوہ بھی سارے خوارج کے عقائد ونظریات کا قائل تھا۔ مولوی انور کاشمیری ابن تیمیہ کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ ابن تیمیہ کی طبیعت میں حدت تھی۔ اس نے کہا۔ میری تحقیق ایسے ہے جیسے آسمان سے وحی نازل ہو۔ (فیض الباری جلد چہارم ص ۳۷۰)

امام شہاب الدین خفاجی اور امام تقی الدین سبکی نے (ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے) اُس کی خوب گوشمالی کی اور اُس کے باطل نظریے کو سختی سے رد کیا۔

اب بخاری شریف کی مشہور حدیث پاک جو مشکوٰۃ شریف میں بھی نقل کی گئی ہے پیش کرتا ہوں۔ روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے توسل سے دعائے بارش کرتے اور عرض کرتے۔ الٰہی! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کا وسیلہ پکڑتے تھے تو تُو بارش بھیجتا تھا اور اب ہم تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ پکڑتے ہیں ہم پر بارش بھیج تو لوگ سیراب کیے جاتے۔

مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف نبی کا وسیلہ نہیں ہوتا بلکہ ان کی امت کے اولیاء کا بھی وسیلہ ہوسکتا ہے۔ ان کی برکت سے رحمتیں آتی ہیں۔ حضرت عمر حضرت عباس کا وسیلہ اس طرح لیتے کہ ان کے توسل سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے اور حضرت عباس عرض کرتے۔ خدایا! یہ لوگ تیرے حبیب کی نسبت سے میرا وسیلہ لے رہے ہیں۔ خدایا اس بڑھاپا میں مجھے شرمندہ نہ کر۔ یہ کہتے ہی بارش آجاتی تھی۔ سیدنا فاروقِ اعظم نے مسلمانوں کے لئے سبق چھوڑا ہے کہ انبیآء کے وسیلہ سے دعا شرف قبولیت حاصل کرتی ہے اور اولیآء کے توسل سے بھی۔" (نوائے وقت یکم اکتوبر ۱۹۹۹ء)

اور یہی بزرگ اپنے دوسرے مضمون "وسیلہ سے انکار اسلام کی روح کے منافی ہے'' میں لکھتے ہیں۔ امام طبرانی معجم صغیر میں راوی ہیں کہ حضرت ام المؤمنین میمونہ فرماتی ہیں کہ انھوں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے وضوخانے میں تین مرتبہ لبیک کہی اور تین مرتبہ فرمایا تمھاری امداد کی گئی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے تین مرتبہ لبیک اور تین مرتبہ نصرت فرماتے ہوئے سنا جیسے آپ کسی انسان سے گفتگو فرمارہے ہیں۔ کیا وضوخانے میں کوئی آپ کے ساتھ تھا۔ فرمایا یہ بنوکعب کا رجز خواں مجھے مدد کے لئے پکار رہا تھا۔ اس کا یہ

کہنا ہے کہ قریش نے ان کے خلاف بنوبکر کی امداد کی ہے۔ تین دن بعد آپ نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی تو میں نے سنا کہ رجز خواں اشعار پیش کررہا تھا۔ معلوم ہوا کہ اگر پکارنا شرک ہوتا تو راجز نامی صحابی تین دن کی مسافت سے نہ پکارتے اور ناجائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ منع فرماتے مگر انھوں نے تین دن کی مسافت کی دوری سے بارگاہ رسالت میں فریاد کی اور اُن کی فریاد سنی گئی۔ اس کو محمد بن عبدالوہاب کے بیٹے نے مختصر سیرۃ الرسول ص ۳۳۳ میں نقل کیا ہے۔ جسے مکتبہ سلفیہ لاہور نے شائع کیا ہے۔

نیز حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نابینا کو یہ دعا تعلیم فرمائی کہ نماز کے بعد یوں کہے۔ الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف نبی رحمت محمد ﷺ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ حضرت عثمان بن حنیف اس روایت کے راوی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دعا کا یہ طریقہ حضرت عثمان غنی کے دور میں ایک صحابی کو بتایا تو اس کی حاجت روا ہوگئی۔ بعد میں بھی دعا کا طریقہ اسی طرح رائج رہا۔ یہ حدیث ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۹۷، ابن ماجہ ج ۱ ص ۴۴۱، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۵۹۱، صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۲۶ میں موجود ہے۔ الحاصل پوری امت کا ائمہ اربعہ سمیت وسیلہ کے ساتھ دعا کرنے اور مشکل وقت میں اللہ کے حبیب کو پکارنے کے جواز پر اجماع ہے۔ سید یوسف ہاشم رفاعی لکھتے ہیں۔

الحاصل اہل سنت و جماعت کا یہ مذھب ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے اُن کی حیاتِ ظاہرہ میں اور وصال کے بعد اسی طرح باقی انبیآء و مرسلین اور اولیآء صالحین سے توسل صحیح اور جائز ہے۔ (الردّا المحکم المنیع ص ۸۶ (روزنامہ نوائے وقت۔ ۵ نومبر ۱۹۹۹ء)

محمد وسیم عالم انجم کے مضمون کے اقتباسات۔

محمد وسیم عالم اپنے مضمون " انبیآء اولیآء کو وسیلہ بنانا عین توحید ہے میں لکھتے

ہیں ۔ مادہ پرستی کی قہر آلود فضاؤں میں آج کل جہاں انسانی کردار فسق و فجور کی آخری حدوں کو چھو رہا ہے وہاں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت منکرین وسیلہ کہیں اولیاء وصالحین کے قرب کو اور کہیں مدنی آقا ﷺ کی ذات کو وسیلہ بنانے کو شرک کہہ کر سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں سے محبت مصطفےٰ ﷺ کے چراغ کو گل کرنے کے درپے ہیں ۔ بقول اقبال

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا ۔ روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

روئے زمین پر سوائے اللہ کے تمام مخلوق کسی نہ کسی طرح سے وسیلے کی محتاج نظر آتی ہے ۔ سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ نے انعام کیا اور انھیں اپنے انعام یافتہ بندے گردان کر ان کی معیت میں رہنے کا حکم دیا ۔ اور فرمایا ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ ۔ (سورۃ توبہ) ان انعام یافتہ گرہوں میں کون لوگ شامل ہیں ۔ قرآن عظیم نے چار گرہوں کا ذکر کیا ۔ انبیآء ، صدیقین ، شہداء اور صالحین ، پھر انسان کو یہ دعا سکھائی ۔ اے اللہ ! ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا ۔ (سورۃ فاتحہ) یعنی اس دعا میں اللہ نے ان چار طبقوں کی راہ کو ہدایت اور قرب الٰہی کا وسیلہ قرار دیا ہے ۔ اب اس آیت کے مفہوم سے ہٹ کر کوئی ڈائریکٹ راستہ قرب الٰہی اور نجات کا وسیلہ نہیں بن سکتا ۔

حدیث کی روشنی میں کسی کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد اسے وسیلہ پکڑنا کیسا ہے؟ اس سلسلہ میں پہلے حیات بعد الممات کو ثابت کرنا ضروری ہے ۔ چنانچہ سعید ابن المسیب سے مروی ہے کہ جنگ حرہ کے زمانہ میں لوگوں کے واپس آنے تک میں باقاعدگی سے روضہ رسول ﷺ سے آذان واقامت کی آواز سنتا رہا اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ نے حرام کر دیا ہے زمین پر کہ وہ انبیآء کے اجسام کو کھائے ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں ۔ کہ ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو اس لئے شیخ کہتے ہیں کہ وہ اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں ۔ مذکورہ بالا حوالہ جات کی رو سے انبیآئے کرام اور اولیآء عظام اپنی قبور میں زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں ۔ اب اگر ان حضرات کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ سنتے نہیں اور ان کے لئے صرف دعائے مغفرت کرنی چاہیے اور وہ

بالکل بے بہرہ ہیں تو یہ قرآن اور حدیث سے ناواقفیت کی بین دلیل ہوگی ۔ اب اگر ان حضرات کو وسیلہ مان لیا جائے اور ان کے قرب کی وجہ سے ان کی قربت کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ مان کر دعا کر لی جائے تو کون سی چیز مانع ہوگی؟ قبر میں وسیلے کے متعلق اشرف علی تھانوی اپنی کتاب افاضات یومیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک دھوبی کا انتقال ہوا ۔ قبر میں فرشتوں نے تین سوالات کیے کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور اس شخصیت کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے ہر سوال کے جواب میں کہا کہ میں غوث اعظم کا دھوبی ہوں ۔ غوث اعظم کے وسیلہ سے دھوبی کی نجات ہوگئی ۔

محشر میں وسیلہ پکڑنے کا ایک منظر حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے ۔ میدان محشر میں سخت نفسا نفسی کا عالم ہوگا ۔ سب ایک دوسرے سے بیزار ہوں گے ۔ اللہ پاک کے جلال کے سامنے سب لوگ دبکے ہوئے ہوں گے ۔ سب لوگ مارے مارے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچ جائیں گے تو آدم علیہ السلام جواب دیں گے ۔ اور فرمائیں گے ۔ اذھبوا الی غیری ۔ کسی دوسرے کے پاس جاؤ ۔ حضور ﷺ کے علاوہ سب انبیآء کا بھی یہی جواب ہوگا ۔ اس جواب پر اگر غور کیا جائے تو یہاں اذھبوا الی اللہ کی بجائے سب نے کسی دوسرے کے پاس چلے جاؤ کہا ۔ یعنی وسیلہ پکڑنے کو کہا تو وسیلہ پکڑنا انبیآء سے ثابت ہوا ۔ اب اگر اللہ کے علاوہ کسی کے پاس جانا شرک ہے تو معاذ اللہ کیا سب انبیآء شرک کریں گے ۔ ان آیات واحادیث کے استدلال سے ثابت ہوا کہ وسیلہ پکڑنا عین اسلام ہے ۔ اور انبیآء کی سنت اور توحید کے راستہ کی صحیح پہچان ہے ۔ (روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی بابت ۳ دسمبر ۱۹۹۹ء)

رفعت ظہور کے مضمون کے اقتباسات

رفعت ظہور صاحبہ اپنے مضمون " وسیلہ کے ذریعہ سے دعا سے انکار قرآن و حدیث میں تحریف ہے " میں لکھتی ہیں ۔ " لغت میں کسی شئے کو حاصل کرنے کے لئے دوسری شئے کو ذریعہ بنانا توسل کہلاتا ہے ۔ شرعی طور پر ایسی شئے کو دعا کی قبولیت کا ذریعہ بنانا جو

الله کی بارگاہ میں قدر و منزلت رکھتی ہو توسل ہے۔ بارگاہ الٰہی میں اعمال صالحہ اور ذوات صالحہ دونوں ہی مقبول و محبوب ہیں۔ لہٰذا دونوں کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔ قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی خلیفہ امام احمد رضا بریلوی سے ایک شخص نے پوچھا۔ توسل کے جواز پر کیا دلیل ہے؟ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ اس شخص نے کہا کہ آیت میں تو وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ ہیں۔ فرمایا۔ ہمارے اعمال مقبول ہیں یا مردود؟ اس نے کہا مجھے کیا معلوم؟ فرمایا۔ حضور سید عالم ﷺ بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا یقیناً مقبول ہیں۔ فرمایا۔ جب اعمال صالحہ کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے جن کی قبولیت مشکوک ہے تو حضور ﷺ کو وسیلہ کیوں نہیں بنایا جاسکتا جو یقیناً مقبول ہیں۔ مسئلہ توسل بالکل واضح ہے کیونکہ انبیآ و اولیآء سے مدد چاہنے والا اگر مومن ہے تو اس کا مومن ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اس کے نزدیک کارساز حقیقی، مقاصد کا پورا کرنے والا، حاجتیں برلانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ان امور کی نسبت انبیآء اولیاء کی طرف مجاز عقلی کے طور پر کی گئی ہے کہ وہ مقاصد پورا ہونے کے لئے سبب اور وسیلہ ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

اور یہی صاحب لکھتے ہیں۔ " حضرت امیہ بن خالد رضی اللہ عنہ نبی اکرم سے راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فقرآء مہاجرین کے وسیلے سے فتح و نصرت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ حضرت ملاعلی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ابن الملک فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اس طرح دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ اپنے فقیر اور مہاجر بندوں کے طفیل ہمیں دشمنوں کے خلاف مدد عطا فرما۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین ہستی ہیں۔ فقراء مہاجرین کا وسیلہ پیش کرنے کا باعث یہ ہرگز نہیں تھا کہ آپ وسیلے کے محتاج تھے۔ بلکہ امت شکستہ حال اور ستم رسیدہ صحابہ و مہاجرین کی عزت افزائی کی ہے۔ اور امت مسلمہ کو یہ بتایا ہے کہ بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے وقت میرے غلاموں کا وسیلہ پیش کرسکتے ہو۔ سبحان اللہ۔ جس ذات اقدس کے غلاموں سے توسل کیا جاسکتا ہے خود اس ذات سے توسل کیونکر نہ جائز ہوگا۔ (روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

سید صابر حسین شاہ کے مضمون کے اقتباسات

سید صابر حسین شاہ اپنے مضمون " وسیلہ کی شرعی حیثیت، قرآن میں تحریف تو نہ کیجئے " میں لکھتے ہیں۔

غیر ممکن ہے کہ چڑھے چھت پہ زینہ چھوڑ کر — مل نہیں سکتا خدا ان کا وسیلہ چھوڑ کر

حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک بار قحط پڑا تو جمعہ کے دن خطبہ میں ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا تو حضور ﷺ نے اسی حالت میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ خدا کی قسم۔ ابھی حضور ﷺ کی دعا کے ہاتھ نیچے نہ گئے تھے کہ پہاڑوں کی طرح بادل اٹھے اور حضور ﷺ منبر سے نہ اترے تھے کہ بارش کا پانی آپ کی ریش مبارک سے ٹپکتا تھا۔ سات دن بارش ہوتی رہی۔ اگلے جمعہ کو پھر زیادتی بارش کی شکایت کی گئی تو حضور ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا کہ مولا ہم پر نہ برسے ہمارے آس پاس برسے۔ پھر بادل کو جس طرف اشارہ فرماتے ادھر ہی پھٹ جاتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام مصیبتوں کے وقت حضور اقدس ﷺ کا وسیلہ اختیار کرتے تھے۔ ایک دفعہ مدینہ میں بارش بند ہوگئی اور قحط پڑ گیا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ روضۂ رسول ﷺ کی چھت کھول دو کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان چھت نہ حائل رہے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو فوراً بارش ہوئی یہاں تک کہ چارہ اگا اور اونٹ موٹے ہوگئے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عمر بن خطاب کے دور خلافت میں قحط پڑ گیا۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا۔ یارسول اللہ ﷺ۔ اپنی امت کے لئے بارش طلب کیجئے کیونکہ آپ کی امت ہلاک ہورہی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو خواب میں فرمایا۔ عمر کے پاس جاؤ اور بتاؤ کہ عنقریب بارش ہوگی اور سیراب کیے جائیں گے۔ اور امور خلافت میں عمر کو بیدار مغزی سے قائم رہنے کو کہو۔ یہ سن کر وہ شخص حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس حضرت عمر پر گریہ طاری ہوا۔ اور کہنے لگے۔ اے اللہ! جہاں تک بس چلتا ہے میں

کوتاہی نہیں کرتا۔ (شفاء السقام۔ اصابہ۔ شرح المواھب۔)

ان چند حوالوں سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حضور ﷺ اور دیگر صالحین کی ذوات کا توسل جائز ہونے پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ لہٰذا جو شخص بعد از وصال حضور ﷺ یا دوسرے صالحین کی ذوات کے توسل کا منکر ہے وہ درحقیقت اجماع کا منکر ہے۔ صحابہ کرام سے لے کر آج تک مسلمانوں کا عقیدہ رہا ہے کہ نبی ﷺ مخلوق کے وسیلہ عظمٰی ہیں۔ اور حضور ﷺ کے صدقہ سے اولیآء اللہ بھی وسیلہ ہیں۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھ کر حضرت امام ابو حنیفہ کے مزار پر حاضر ہو کر دعا مانگتا ہوں تو وہ خدا پوری فرما دیتا ہے۔ (الخیرات الحسان)

اہل سمرقند پر جب قحط واقع ہوا تو بعض صالحین سے رجوع کیا گیا۔ انھوں نے فرمایا کہ حضرت امام بخاری کے مزار سے مدد چاہو اور قبر بخاری کو وسیلہ بنا کر دعا مانگو تو بارش ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ سات روز تک دعا کی گئی تو باران رحمت نازل ہوئی۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

اولیآء اللہ کے مزارات پر حاضر ہونا اور ان سے فیوضات حاصل کرنا اہل اسلام کا شروع سے طریقہ چلا آرہا ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے کثیر التعداد واقعات کتابوں میں موجود ہیں اور طرفہ تماشہ یہ کہ وسیلہ کے منکرین کے اکابرین کے ارشادات بھی اس ضمن میں موجود ہیں۔ کتاب وسنت اور اجماع سلف وخلف کی روشنی میں وسیلہ جائز ہے۔ اور یہی حق بھی ہے اور حق واضح ہو جانے کے بعد ہٹ دھرمی، تنگ نظری اور گمراہی کے سوا کیا ہے؟

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

ماسٹر آصف نعیم طاہر اعوان کے مضمون کے اقتباس

ماسٹر آصف نعیم طاہر اعوان اپنے مضمون "وسیلہ کا ثبوت" میں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمادیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پارہ نمبر ۵ سورہ نسآء رکوع نمبر ۹)

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو توبہ کرنے اور اپنے گناہ معاف کرانے کا طریقہ بتایا جارہا ہے۔ اس سے شان مصطفٰے ﷺ اس قدر ظاہر ہو رہی ہے کہ سبحان اللہ۔ اس آیت میں توبہ **قبول** ہونے کی تین شرطیں بیان ہوئیں اولاً حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری۔ دوسرے **رسول اکرم** ﷺ کی شفاعت۔ تیسرے اپنے گناہ سے وہاں جا کر توبہ کی امید اور بخشش۔ اس **آیت** سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

(۱) حضور ﷺ بارگاہِ ربی کے وکیل مطلق یا مختار عام ہیں۔ کیونکہ گناہ تو کیا رب کا مگر جاؤ کہاں محبوب علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں جیسے جرم تو کیا حکومت کا مگر جاؤ کہاں وکیل یا مختار عدالت **کے** پاس۔ بغیر وکیل کے دنیاوی کچہری میں کچھ پوچھ نہیں۔ اور عدالت الٰہیہ میں بغیر محبوب ﷺ کے کچھ پوچھ نہیں اس لئے نماز میں حضور ﷺ کا نام ضرور آتا ہے۔ دوسرا یہ کہ دروازۂ **مصطفٰے** علیہ السلام دروازۂ رب ہے۔ اگر فقیر کو مانگنا ہو تو چھت پر یا مکان کے پیچھے کھڑے ہو کر نہیں مانگتا بلکہ دروازہ پر آکر بھیک مانگتا ہے۔ اسی طرح جب خدا سے مانگنا ہو تو خدا کے دروازے یعنی بارگاہِ مصطفٰے ﷺ میں آکر مانگو۔ جو کچھ پروردگار عالم کی طرف سے **ملے گا** اسی دروازے اور ان ہی کے ہاتھوں سے ملے گا۔ تیسرا یہ کہ شفاعت کے لئے مدینہ منورہ میں حاضری ضروری نہیں۔ اسی لئے فی المدینہ نہیں فرمایا گیا۔ جہاں بھی قلب سے اس بارگاہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ درست ہے۔ کیونکہ ہر دل ان کی جلوہ گاہ ناز ہے۔ چوتھے یہ کہ یہ حکم حاضری قیامت تک کے گنہگاروں کے لئے ہے فقط زندگی دنیا کے

زمانہ سے خاص نہیں۔ کیونکہ کلمہ اذ عام ہے۔ اسی لئے عالمگیری کتاب الحج میں فرمایا کہ جب روضہء اقدس پر حاضر ہو تو یہی آیت پڑھے۔ مفسرین کرام نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کے وصال کے بعد روضہ پاک پر حاضر ہوا اور یہ آیت پڑھ کر عرض کرنے لگا کہ یا حبیب اللہ ہم نے یہ حکم سنا۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور اللہ سے بخشش چاہنے آپ کے دروازے پر حاضر ہوا ہوں تو میرے گناہ کی بخشش میرے رب سے کرادیجئے۔ اس پر قبر سے نداء آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ اس واقع سے چند مسائل فقہیہ بھی معلوم ہوئے۔

(۱) خدا کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔

(۲) قبور بزرگاں پر حاجت روائی کے لئے جانا جائز ہے۔

(۳) بعد وفات مقبول بندوں کو یا کے ساتھ پکارنا جائز ہے۔

(۴) مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ چالیس ابدال شام میں رہتے ہیں جن کی برکت سے بارش ہوتی ہے۔ اور دشمنوں پر فتح حاصل کی جاتی ہے۔ اور شام والوں سے عذاب دور رہتا ہے۔ شامی کے مقدمہ میں ہے کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں حاجت کے وقت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی قبر پر حاضر ہو کر دعا کرتا ہوں۔

(۵) یہ کہ ظلموا سے معلوم ہوا کہ کسی طرح کا مجرم ہو، کافر ہو، منافق ہو، گناہگار کوئی ہو، اگر صدق دل سے حضور ﷺ کی بارگاہ میں آکر توبہ کرے تو رحمت ربی ضرور دستگیری کرے گی۔ حضور ﷺ اس سمندر کی طرح پاک فرمانے والے ہیں کہ کیسا ہی گندا آدمی آکر غوطہ لگائے پاک ہو جاتا ہے اور مدینہ پاک کا وہ شفا خانہ ہے کہ کسی بیمار سے یہ نہیں کہا جاتا تیرا علاج ہمارے پاس نہیں۔ ہر بیمار کو حکم عام ہے کہ چلے آؤ اور منہ مانگی مراد پاؤ۔ (ماخوذ از شان حبیب الرحمٰن بآیات القرآن مؤلفہ مفتی احمد یار خان نعیمی)'' (روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

محمد عبدالکبیر کے مضمون کے اقتباسات

محمد عبدالکبیر اپنے مضمون " کیا وسیلے سے متعلق یہ واقعات دلیل نہیں " میں لکھتے ہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔ سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا بتائی ہے کہ وہ یہ کہیں کہ اے اللہ! ہم کو سیدھی راہ دکھا، وہ راہ ہمیں دکھا جو راہ تیرے نیک بندوں نے اپنائی۔ یہاں یہ احسان کا ذکر ہے چاہے وہ لوگ زندوں میں سے ہیں یا گزر گئے ہیں۔ حضرت معین الدین چشتی جب سلوک کی منازل طے کر رہے تھے تو داتا علی ہجویری کے مزار پر چالیس دن مسلسل بیٹھے رہے۔ کیا اجمیری صاحب پر اللہ کا احسان نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے دین کو چلانا تھا۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جن کی نظر اٹھے تو جہاں تک پڑے جن تک پڑے وہ کلمہ طیبہ کے نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ اگر قبر والے مدد نہ دے سکتے تو وہ چالیس دن بیٹھنا بیکار جاتا اور پھر جاتے وقت یہ کلمات نہ ہوتے۔۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا — ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

الحمد للہ یہاں تک ہم نے وسیلہ کے ثبوت کے لئے جو پر مغز دلائل نقل کیے ہیں ان سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ احکم الحاکمین کی بارگاہ تک رسائی کے لئے محبوبان خدا کے وسیلہ کی ضرورت ہے۔ بے ان کے وسیلہ کے کوئی رب العالمین کے قرب تک نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا جن مضمون نگاروں نے انکار وسیلہ کے متعلق نوائے وقت کے ملی ایڈیشنوں میں مضامین شائع کروائے ہیں ان کے ان بے بنیاد دلائل پر اہل ایمان ہرگز ہرگز کان نہ دھریں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوبوں کا وسیلہ دنیا اور آخرت میں نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔ **وھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ المقالۃ المبارکۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ وانا الفقیر ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی غفر اللہ تعالیٰ لہٗ۔ المدرس بالجامعۃ الحیدریۃ فضل المدارس بھیائی من مضافات سہنسہ آزاد کشمیر۔ (۲۷ رمضان المبارک ۱۴۲۰ء)**